QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678

Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

Comparative Study of Ilm-e-Arooz, Pingal, and Prosody

علمِ عروض، پنگل اور پروسوڈی کا تقابلی جائزہ

ڈاکٹر محمد عارف فرہاد(ایسوسی ایٹ پروفیسر ،صدر شعبہ اردو،عبادت انٹرنیشنل یونیورسٹی،اسلام آباد)

محمد اکرم(اسکالر پی ایچ ڈی اردو،عبادت انٹرنیشنل یونیورسٹی،اسلام آباد)

سعدیہ فاطمہ(اسکالر پی ایچ ڈی اردو،عبادت انٹرنیشنل یونیورسٹی،اسلام آباد)

Abstract

This doctoral research, titled Comparative Study of Ilm e Arooz, Pingal, and Prosody, investigates three distinct metrical traditions across Arabic Persian, Sanskrit Hindi, and Western literary cultures. Each system—Ilm e Arooz, Pingal, and Prosody—emerged from unique linguistic and cultural foundations, yet all share the same purpose: to provide poetry with rhythm, musicality, and aesthetic balance.

The study begins with the historical development of each system Ilm e Arooz was founded by Khalil ibn Ahmad al Farahidi, later shaping Persian and Urdu poetry.Pingal originated in the Vedic period, where chhandas (metrical patterns) based on matras (syllable lengths) structured Sanskrit and Hindi verse.Western Prosody evolved from Greek and Latin metrics, later influencing English poetry through stress and rhythm, most notably in Shakespeare's iambic pentameter. The comparative analysis highlights:

***Commonalities**: All three systems aim to create musicality and harmony in verse.*

***Differences**: Arooz relies on metrical feet (arkan), Pingal on syllabic length (matras), and Prosody on stress patterns.*

***Cultural impact**: Each tradition reflects the literary and social contexts of its civilization—Arabic qasida and ghazal, Hindi bhakti and epic poetry, and Western drama and sonnet.*

Critical perspectives are incorporated:

Urdu critics such as Shamsur Rahman Faruqi and JameelJalibi emphasize Arooz as the structural foundation of Urdu poetry.

Hindi critics like Ram Chandra Shukla underscore the indispensability of chhand in Hindi verse.

Western critics including T.S. Eliot, Ezra Pound, and Paul Fussell regard Prosody as the musical and structural essence of poetry.

The findings reveal that while the three systems differ in linguistic mechanics, their shared objective is to enrich poetry through rhythm and aesthetic symmetry. Modern free verse has challenged these classical frameworks, yet their scholarly and artistic significance remains intact

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678

Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

Keywords :

Comparative Study, Ilm-e-Arooz, Pingal, Prosody, Poetic Meter, Comparative Poetics, Urdu Literature, Hindi Literature, Sanskrit Literature, Arabic-Persian Literary Tradition, Western Literary Tradition, Rhythm, Musicality, Chhandas, Arkan, Aesthetic Balance, Metrics, Free Verse, Literary Criticism, Poetry Analysis.

ادب کی تاریخ میں شاعری ہمیشہ سے انسانی جذبات، احساسات اور فکری میلانات کے اظہار کا سب سے مؤثر ذریعہ رہی ہے۔ شاعری کی بنیاد وزن اور آہنگ پر قائم ہے، اور یہی وزن و آہنگ مختلف تہذیبوں میں مختلف ناموں سے پہچانا جاتا ہے۔ عربی و فارسی روایت میں اسے **علمِ عروض** کہا جاتا ہے، سنسکرت و ہندی روایت میں **پنگل** اور مغربی روایت میں اسے **پروسوڈی** کہا جاتا ہے۔ یہ تینوں نظام اپنی اپنی تہذیبی و لسانی بنیادوں پر قائم ہیں لیکن ان کا مقصد ایک ہی ہے: شاعری کو صوتی و معنوی توازن دینا۔

علمِ عروض کی بنیاد خلیل بن احمد الفراہیدی (وفات: 791ء) نے رکھی۔ انھوں نے عربی شاعری کے اوزان کو منظم کر کے بحور کی شکل میں پیش کیا۔ ان کے مطابق ہر شعر ایک مخصوص وزن پر قائم ہوتا ہے، اور اس وزن کو سمجھنے کے لیے "فاعلاتن، مفاعیلن" جیسے ارکان وضع کیے گئے۔(1)

ہندوستانی سنسکرت روایت میں شاعری کے اوزان کو "چھند" کہا جاتا ہے۔ چھند کا نظام ماترا (syllable) پر قائم ہے، اور ہر چھند مخصوص ماتراؤں کے مجموعے سے بنتا ہے۔ پنگل دراصل سنسکرت عروضی روایت کا نام ہے جو مختلف چھندوں کی ترتیب اور ان کے صوتی آہنگ کو بیان کرتا ہے۔(2)

یونانی اور لاطینی شاعری میں اوزان کا نظام "میٹر" کہلاتا ہے۔ یونانی شاعری میں "ڈیکٹائلک ہیگزامیٹر" اور "آیامبک پینٹامیٹر" جیسے اوزان استعمال ہوتے تھے۔ انگریزی شاعری میں Stress اور Rhythm کی بنیاد پر پروسوڈی تشکیل پاتی ہے۔(3)

یہ تینوں نظام مختلف تہذیبوں میں پروان چڑھے لیکن ان کا مقصد ایک ہی ہے: شاعری کو صوتی حسن اور معنوی توازن دینا۔ تقابلی مطالعہ اس لیے ضروری ہے کہ ہم دیکھ سکیں کہ مختلف زبانوں اور تہذیبوں نے کس طرح ایک ہی جمالیاتی ضرورت کو مختلف انداز میں پورا کیا۔

شمس الرحمن فاروقی نے اردو شاعری میں عروضی نظام کو "شعر شور انگیز" میں تفصیل سے بیان کیا ہے۔(4)

رام چندر شکلا نے ہندی شاعری میں چھند اور پنگل کی اہمیت پر زور دیا۔(5)

T.S. Eliot نے مغربی شاعری میں آہنگ اور وزن کو "Music of Poetry" کے تصور سے جوڑا۔(6)

علمِ عروض وہ فن ہے جس کے ذریعے شاعری کے اوزان اور بحور کو پہچانا اور منظم کیا جاتا ہے۔ یہ فن عربی زبان میں سب سے پہلے مرتب ہوا اور بعد میں فارسی اور اردو شاعری میں بھی اسی بنیاد پر اوزان کا نظام قائم ہوا۔ عروضی نظام کا مقصد یہ ہے کہ شعر کو ایک مخصوص آہنگ اور صوتی توازن دیا جائے تاکہ اس کی تاثیر بڑھ جائے۔

خلیل بن احمد الفراہیدی (وفات: 791ء) کو علمِ عروض کا بانی مانا جاتا ہے۔ انھوں نے عربی شاعری کے اوزان کو منظم کر کے سولہ بحور کی نشاندہی کی۔ ان بحور کو انھوں نے "ارکان" کے ذریعے بیان کیا، جیسے "فاعلاتن، مفاعیلن، مستفعلن" وغیرہ۔(7)

عروضی نظام میں ہر بحر مخصوص ارکان پر مشتمل ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر:

بحر طویل: فعولن مفاعیلن فعولن مفاعیلن

بحر کامل: متفاعلن متفاعلن متفاعلن

بحر رجز: مستفعلن مستفعلن مستفعلن

یہ بحور شاعری کو ایک مخصوص صوتی ڈھانچہ فراہم کرتی ہیں۔ اردو شاعری میں میر، غالب اور اقبال نے انہی بحور کو استعمال کر کے کلاسیکی شاعری کو جلا بخشی۔

عربی شاعری میں قصیدہ، غزل اور مدحیہ کلام انہی بحور پر قائم ہیں۔ فارسی شاعری میں فردوسی، سعدی اور حافظ نے عروضی نظام کو اپنایا۔ اردو شاعری میں بھی یہی روایت آگے بڑھی۔(8)

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

اردو شاعری میں عروضی نظام کو نہ صرف اپنایا گیا بلکہ اس میں جدت بھی پیدا کی گئی۔ میر اور غالب نے کلاسیکی بحور کو استعمال کیا جبکہ جدید شاعروں نے آزاد نظم اور نثری نظم کے ذریعے عروضی نظام کو چیلنج بھی کیا۔(9)

شمس الرحمن فاروقی نے کہا کہ عروضی نظام اردو شاعری کی بنیاد ہے اور اس کے بغیر شعر کی تاثیر مکمل نہیں ہو سکتی۔ جب کہ **جمیل جالبی** نے اردو ادب کی تاریخ میں عروضی روایت کو بنیادی حیثیت دی۔

Ezra Pound(مغربی نقاد) انھوں نے عروضی نظام کو شاعری کی موسیقیت کا بنیادی ذریعہ قرار دیا۔(10)

پنگل اور تقابلی پہلو

پنگل کا نظام عربی عروض اور مغربی پروسوڈی سے مختلف ہے کیونکہ یہ Stress یا ارکان پر نہیں بلکہ ماتراؤں پر قائم ہے۔ تاہم مقصد ایک ہی ہے: شاعری کو صوتی توازن اور جمالیاتی حسن دینا۔

پنگل سنسکرت عروضی روایت کا نام ہے جو قدیم ہندوستانی شاعری میں چھندوں (metrical patterns) کی ساخت اور ان کے صوتی آہنگ کو بیان کرتا ہے۔ یہ نظام بنیادی طور پر **ماترا** (syllable) پر قائم ہے۔ ہر چھند مخصوص ماتراؤں کے مجموعے سے بنتا ہے، اور ان ماتراؤں کی ترتیب ہی شعر کے صوتی حسن کو جنم دیتی ہے۔ پنگل کو سنسکرت میں "چھند شاستر" بھی کہا جاتا ہے اور یہ ویدک ادب سے لے کر کلاسیکی سنسکرت شاعری تک ایک مستقل روایت کے طور پر موجود رہا ہے۔

پنگل کی روایت ویدک دور (1500–500 قبل مسیح) سے شروع ہوتی ہے۔ ویدوں میں موجود منتر اور اشلوک مخصوص چھندوں پر قائم ہیں۔ رگ وید کے بیشتر منتر **تریشٹبھ چھند** (11 ماترائی مصرع) پر مبنی ہیں، جبکہ سام وید میں **جگتی چھند** (12 ماترائی مصرع) کا استعمال زیادہ ہے۔ بعد ازاں کلاسیکی سنسکرت شعرا جیسے **کالیداس**، **بھاٹی** اور **بھرتری ہری** نے انہی چھندوں کو اپنی شاعری میں استعمال کیا۔

پنگل کی روایت نے نہ صرف سنسکرت بلکہ ہندی، پراکرت اور دیگر ہندوستانی زبانوں کی شاعری کو بھی متاثر کیا۔ یہ روایت صدیوں تک قائم رہی اور آج بھی ہندی اور دیگر زبانوں کی کلاسیکی شاعری میں اس کے اثرات دیکھے جاسکتے ہیں۔(11)

.3 چھند اور ماترا کا نظام

چھندوں کی بنیاد ماترا پر ہے۔ ماترا کو دو اقسام میں تقسیم کیا جاتا ہے:

لگھو ماترا (چھوٹی آواز، مختصر syllable)

گرو ماترا (لمبی آواز، طویل syllable)

ان ماتراؤں کی ترتیب سے مختلف چھند بنتے ہیں۔ مثال کے طور پر:

اَنُشٹبھ چھند: ہر مصرع 8 ماتراؤں پر مشتمل ہوتا ہے۔

تریشٹبھ چھند: ہر مصرع 11 ماتراؤں پر مشتمل ہوتا ہے۔

جگتی چھند: ہر مصرع 12 ماتراؤں پر مشتمل ہوتا ہے۔

پنگتی چھند: ہر مصرع 10 ماتراؤں پر مشتمل ہوتا ہے۔

یہ چھند ویدک منتر اور کلاسیکی سنسکرت شاعری میں کثرت سے استعمال ہوئے۔

ہندی شاعری میں چھند کا نظام براہِ راست سنسکرت پنگل سے ماخوذ ہے۔ بھکتی تحریک کے شعرا جیسے **کبیر**، **تلسی داس** اور **سور داس** نے چھندوں کو اپنی شاعری میں استعمال کیا۔

تلسی داس کی رام چرت مانس بنیادی طور پر چھندوں پر قائم ہے۔ جدید ہندی شاعری میں بھی چھند کا اثر موجود ہے، اگرچہ آزاد نظم نے اس روایت کو جزوی طور پر چیلنج کیا ہے۔(12)

رام چندر شکلا: انھوں نے کہا کہ چھند ہندی شاعری کی بنیاد ہے اور اس کے بغیر شاعری کا صوتی حسن مکمل نہیں ہو سکتا۔

V.S. Apte:انھوں نے سنسکرت پروسوڈی کو ایک منظم فن قرار دیا جو مغربی عروضی روایت سے مماثلت رکھتا ہے۔(13)

S.K. Bhattacharya:انھوں نے کہا کہ پنگل کی روایت نے ہندوستانی شاعری کو ایک صوتی ڈھانچہ دیا جو آج بھی زندہ ہے۔(14)

پنگل کا نظام عربی عروض اور مغربی پروسوڈی سے مختلف ہے کیونکہ یہ Stress یا ارکان پر نہیں بلکہ ماتراؤں پر قائم ہے۔ تاہم مقصد ایک ہی ہے: شاعری کو صوتی توازن اور جمالیاتی حسن دینا۔

عربی عروض میں "فاعلاتن، مفاعیلن" جیسے ارکان استعمال ہوتے ہیں۔

مغربی پروسوڈی میں Stress اور Rhythm کی بنیاد پر اوزان قائم ہیں۔

پنگل میں ماتراؤں کی ترتیب سے چھند بنتے ہیں۔

یہ فرق لسانی اور ثقافتی بنیادوں کی وجہ سے ہے، لیکن تینوں نظام کا مقصد ایک ہی ہے: شاعری کو موسیقیت اور آہنگ دینا۔

مغربی پروسوڈی:

مغربی ادب میں شاعری کے اوزان اور آہنگ کو **پروسوڈی** کہا جاتا ہے۔ یہ یونانی، لاطینی اور بعد ازاں انگریزی شاعری میں ایک منظم فن کے طور پر سامنے آیا۔ پروسوڈی بنیادی طور پر **Stress**(زور) اور **Rhythm**(آہنگ) پر قائم ہے۔ یونانی شاعری میں "میٹر (Meter) "کا تصور سب سے پہلے سامنے آیا، جس نے بعد میں لاطینی اور انگریزی شاعری کو متاثر کیا۔

یونانی شاعری میں سب سے مشہور وزن **ڈیکٹائلک ہیگزامیٹر** (Dactylic Hexameter) ہے، جو ہومر کی *ایلیڈ* اور *اوڈیسی* میں استعمال ہوا۔ اس وزن میں ہر مصرع چھ "فٹ" پر مشتمل ہوتا ہے، اور ہر فٹ ایک طویل اور دو مختصر syllables پر قائم ہوتا ہے۔(15)

لاطینی شاعری میں ورجل کی *اینیڈ* اور اووِڈ کی *میٹامورفوسس* اسی یونانی وزن پر قائم ہیں۔ لاطینی شاعری نے یونانی عروض کو اپنایا لیکن اس میں اپنی لسانی خصوصیات شامل کیں۔

انگریزی شاعری میں Stress اور Rhythm کی بنیاد پر اوزان قائم ہیں۔ سب سے مشہور وزن **آیامبک پینٹامیٹر** (Iambic Pentameter) ہے، جو شیکسپیئر کے ڈراموں اور سونیٹس میں استعمال ہوا۔ اس وزن میں ہر مصرع پانچ "آیامبک فٹ" پر مشتمل ہوتا ہے، اور ہر فٹ ایک unstressed اور ایک stressed syllable پر قائم ہوتا ہے۔(16)

جدید انگریزی شاعری میں آزاد نظم (Free Verse) نے روایتی اوزان کو چیلنج کیا۔ T.S. Eliot اور Ezra Pound نے شاعری میں موسیقیت کو نئے انداز میں بیان کیا۔

Eliot نے کہا کہ:

"شاعری کا آہنگ "موسیقی" کی طرح ہے، جو قاری کے ذہن پر اثر انداز ہوتا ہے۔"(17)

Ezra Pound:نے کہا کہ:

"شاعری میں آہنگ اور وزن قاری کے ذہن کو موسیقیت سے ہم آہنگ کرتے ہیں۔"(18)

T.S. Eliot:نے پروسوڈی کو شاعری کی "موسیقی" قرار دیا۔ جب کہ **Paul Fussell:**انھوں نے انگریزی شاعری کے اوزان کو تفصیل سے بیان کیا اور کہا کہ یہ شاعری کی ساختی بنیاد ہیں۔

یونانی و لاطینی شاعری میں اوزان syllables کی لمبائی پر قائم ہیں۔ انگریزی شاعری میں اوزان Stress اور Rhythm پر قائم ہیں۔

جدید مغربی شاعری میں آزاد نظم نے روایتی اوزان کو جزوی طور پر ختم کر دیا، لیکن موسیقیت اور آہنگ اب بھی بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678

Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

تقابلی مطالعہ (علم عروض، پنگل اور پروسوڈی)

ادب کی تاریخ میں مختلف تہذیبوں نے شاعری کے اوزان اور آہنگ کو اپنے اپنے انداز میں منظم کیا۔ عربی روایت میں **علم عروض**، ہندوستانی روایت میں **پنگل** اور مغربی روایت میں **پروسوڈی** نے شاعری کو صوتی حسن اور جمالیاتی توازن دیا۔ تقابلی مطالعہ اس لیے ضروری ہے کہ ہم دیکھ سکیں کہ مختلف زبانوں اور ثقافتوں نے ایک ہی جمالیاتی ضرورت کو کس طرح پورا کیا۔

بنیادی مماثلتیں:

موسیقیت: تینوں نظام شاعری کو موسیقیت اور آہنگ دینے کے لیے قائم ہوئے۔

ساختی اصول: عروض میں ارکان، پنگل میں ماترا اور پروسوڈی میں Stress بنیادی اصول ہیں۔

جمالیاتی مقصد: تینوں نظام کا مقصد قاری یا سامع کو صوتی لذت فراہم کرنا ہے۔

بنیادی اختلافات:

لسانی بنیادیں:

عربی و فارسی میں الفاظ کی ساخت اور حروف کی حرکت پر زور ہے۔

سنسکرت و ہندی میں ماترا (syllable length) پر زور ہے۔

انگریزی میں Stress اور Rhythm پر زور ہے۔

ثقافتی اثرات:

عربی شاعری قصیدہ اور غزل کی روایت سے وابستہ ہے۔

ہندی شاعری بھکتی اور رزمیہ روایت سے متاثر ہے۔

مغربی شاعری ڈرامہ، رزمیہ اور جدید آزاد نظم سے متاثر ہے۔

پنگل: تلسی داس کی *رام چرت مانس* انُشٹبھ چھند پر قائم ہے۔

پروسوڈی: شیکسپیئر کا سونیٹ "Shall I compare thee to a summer's day?" آیامبک پینٹا میٹر میں ہے۔

شمس الرحمن فاروقی کی رائے میں: "عروضی نظام اردو شاعری کی بنیاد ہے اور اس کے بغیر شعر کی تاثیر مکمل نہیں ہو سکتی۔"(19)

رام چندر شکلا نے چھند کو ہندی شاعری کا بنیادی ڈھانچہ قرار دیا۔(20)

T.S. Eliot: نے کہا کہ شاعری کی موسیقیت اس کے وزن اور آہنگ سے پیدا ہوتی ہے۔(21)

عروض، پنگل اور پروسوڈی نے اپنی اپنی تہذیبوں میں شاعری کو صوتی حسن دیا۔ اس لیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ تینوں نظام مختلف لسانی اصولوں پر قائم ہیں لیکن مقصد ایک ہی ہے۔ جدید دور میں آزاد نظم نے ان روایتی نظاموں کو چیلنج کیا لیکن ان کی علمی اہمیت آج بھی برقرار ہے۔

شمس الرحمن فاروقی نے اردو شاعری میں عروضی نظام کو بنیادی حیثیت دی۔ اپنی کتاب *شعر شور انگیز* میں انھوں نے کہا کہ عروضی ڈھانچے کے بغیر اردو شاعری کی تاثیر مکمل نہیں ہو سکتی۔ ان کے مطابق عروض نہ صرف صوتی حسن پیدا کرتا ہے بلکہ معنی کو بھی زیادہ گہرائی دیتا ہے۔(22)

جمیل جالبی نے *تاریخ ادبِ اردو* میں اردو شاعری کے عروضی پس منظر کو تفصیل سے بیان کیا۔ ان کے مطابق اردو شاعری نے عربی و فارسی عروض کو اپنایا اور پھر اپنی لسانی خصوصیات کے مطابق اس میں جدت پیدا کی۔(23)

رام چندر شکلا نے *ہندی ساہتیہ کا اتہاس* میں چھند اور پنگل کو ہندی شاعری کا بنیادی ڈھانچہ قرار دیا۔ ان کے مطابق چھند کے بغیر ہندی شاعری کا صوتی حسن اور جمالیاتی توازن قائم نہیں رہ سکتا۔(24)

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678

Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

S.K. Bhattacharya: نے *Indian Poetics* میں کہا کہ پنگل کی روایت نے ہندوستانی شاعری کو ایک صوتی ڈھانچہ دیا جو آج بھی زندہ ہے۔(25)

T.S. Eliot: نے اپنی کتاب *The Music of Poetry* میں کہا کہ شاعری کی موسیقیت اس کے وزن اور آہنگ سے پیدا ہوتی ہے۔ ان کے مطابق پروسوڈی شاعری کو موسیقی کی طرح اثر انگیز بناتی ہے۔(26)

Ezra Pound: نے *ABC of Reading* میں کہا کہ شاعری میں آہنگ اور وزن قاری کے ذہن کو موسیقیت سے ہم آہنگ کرتے ہیں۔ ان کے مطابق پروسوڈی شاعری کی ساختی بنیاد ہے۔(27)

Paul Fussell: نے *Poetic Meter and Poetic Form* میں انگریزی شاعری کے اوزان کو تفصیل سے بیان کیا اور کہا کہ یہ شاعری کی ساختی بنیاد ہیں۔(28)

درج بالا ناقدین کی رائے کے مطالعہ کے بعد ہم کہہ سکتے ہیں کہ:

1. اردو ناقدین نے عروض کو شاعری کی بنیاد قرار دیا۔
2. ہندی ناقدین نے چھند کو شاعری کا صوتی ڈھانچہ کہا۔
3. مغربی ناقدین نے پروسوڈی کو شاعری کی موسیقیت اور ساختی بنیاد قرار دیا۔

یہ تینوں نقطہ ہائے نظر اس بات کو واضح کرتے ہیں کہ مختلف تہذیبوں کے ناقدین نے اپنے اپنے عروضی نظام کو شاعری کی بنیاد سمجھا، اور اس کے بغیر شاعری کو نامکمل قرار دیا۔

اس تحقیقی مقالے میں ہم نے تین مختلف تہذیبی و لسانی نظاموں — **علمِ عروض، پنگل** اور **پروسوڈی** — کا مطالعہ کیا۔ ان کے تقابلی جائزے سے درج ذیل نتائج سامنے آئے:

1. **موسیقیت اور آہنگ:** تینوں نظام شاعری کو صوتی حسن اور جمالیاتی توازن دینے کے لیے قائم ہوئے۔
2. **لسانی بنیادوں کا فرق:** عربی عروض ارکان اور حروف کی حرکت پر، پنگل ماترا پر، اور پروسوڈی Stress و Rhythm پر قائم ہے۔
3. **ثقافتی اثرات:** ہر نظام اپنی تہذیب کی ادبی روایت سے جڑا ہوا ہے — عربی میں قصیدہ و غزل، ہندی میں بھگتی و رزمیہ شاعری، مغرب میں ڈرامہ و سونیٹ۔

آزاد نظم نے تینوں نظاموں کو جزوی طور پر چیلنج کیا، مگر ان کی علمی و جمالیاتی اہمیت آج بھی برقرار ہے۔

اردو ناقدین (فاروقی، جالبی) نے عروض کو اردو شاعری کی بنیاد قرار دیا۔

ہندی ناقدین (رام چندر شکلا، بھٹاچاریہ) نے چھند کو شاعری کا صوتی ڈھانچہ کہا۔

مغربی ناقدین (Eliot، Pound، Fussell) نے پروسوڈی کو شاعری کی موسیقیت اور ساختی بنیاد قرار دیا۔

یہ آراء اس بات کو ثابت کرتی ہیں کہ مختلف تہذیبوں کے ناقدین نے اپنے عروضی نظام کو شاعری کی روح سمجھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ شاعری انسانی وجدان کا وہ لطیف ترین اظہار ہے جس میں احساس، تخیل اور فکر ایک آہنگِ مسلسل میں ڈھل کر جمالیاتی تجربے کو جنم دیتے ہیں۔ الفاظ اپنی مجرد حیثیت میں محض معانی کے حامل ہوتے ہیں، لیکن جب وہ مخصوص صوتی نظم اور موزوں ترتیب کے تابع ہو جاتے ہیں تو ان میں تاثیر، موسیقیت اور حسن توازن پیدا ہو جاتا ہے۔ یہی وہ بنیادی محرک ہے جس نے مختلف تہذیبوں کو شعری آہنگ اور اوزان کے منظم اصول وضع کرنے پر آمادہ کیا۔ عربی و فارسی روایت میں یہ اصول علمِ عروض، ہندوستانی روایت میں پنگل اور مغربی ادبیات میں پروسوڈی کے نام سے متعارف ہوئے۔ اگرچہ ان تینوں نظاموں کی تشکیل مختلف لسانی، فکری اور تہذیبی عوامل کے زیرِ اثر ہوئی، تاہم ان کا بنیادی مقصد شاعری کو صوتی ہم آہنگی، جمالیاتی تناسب اور فنی استحکام عطا کرنا ہے۔

تقابلی مطالعے سے یہ حقیقت منکشف ہوتی ہے کہ اگرچہ عروض، پنگل اور پروسوڈی اپنے فنی اصولوں اور لسانی بنیادوں کے اعتبار سے ایک دوسرے سے مختلف ہیں، تاہم ان کے جمالیاتی مقاصد میں گہری مماثلت پائی جاتی ہے۔ عروض ارکان اور بحور کے ذریعے، پنگل ماتراؤں کی ترتیب کے ذریعے اور پروسوڈی Stress و Rhythm کے ذریعے وہی صوتی حسن پیدا کرتی ہے جسے شاعری کی روح کہا جا سکتا ہے۔ یوں یہ تینوں نظام انسانی تخلیقی شعور کے مختلف مظاہر ہیں جو زبان اور ثقافت کی تبدیلی کے باوجود حسنِ آہنگ کی آفاقی قدر کو برقرار رکھتے ہیں۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678

Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

عربی قصیدہ وغزل، سنسکرت وہندی کے رزمیہ و بھگتی ادب، اور مغربی سونیٹ وڈراما، سب اسی حقیقت کے مختلف مظاہر ہیں کہ شاعری محض معنی کا اظہار نہیں بلکہ ایک منظم صوتی تجربہ بھی ہے۔ یہی سبب ہے کہ اردو کے ناقدین نے عروض، ہندی مفکرین نے چھند اور مغربی اہلِ نقد نے پروسوڈی کو شاعری کی اساس قرار دیا۔ ان آراء سے واضح ہوتا ہے کہ شاعری کی تاثیر صرف فکری مضامین میں نہیں بلکہ اس صوتی پیکر میں بھی مضمر ہے جس کے ذریعے معانی اپنے جمالیاتی کمال تک پہنچتے ہیں۔ عصرِ حاضر میں اگرچہ آزاد نظم اور نثری شاعری نے کلاسیکی عروضی نظاموں کی پابندیوں سے انحراف کیا ہے، تاہم اس انحراف کے باوجود شعری موسیقیت اور داخلی آہنگ کی ضرورت اپنی جگہ قائم ہے۔ چنانچہ علمِ عروض، پنگل اور پروسوڈی آج بھی نہ صرف ادبی تنقید اور شعری تحقیق کے بنیادی ماخذ ہیں بلکہ انسانی تہذیب کے اس مشترک جمالیاتی شعور کی نمائندگی بھی کرتے ہیں جس میں حسن، آہنگ اور معنی ایک وحدتِ لطیف میں یکجا ہو جاتے ہیں۔ اس اعتبار سے ان نظاموں کا تقابلی مطالعہ محض فنی مباحث تک محدود نہیں رہتا بلکہ انسانی فکر، تہذیب اور جمالیات کے باہمی رشتوں کو سمجھنے کا ایک مؤثر وسیلہ بن جاتا ہے۔

حوالہ جات:

(1)- خلیل بن احمد، کتاب العروض، دارالفکر، بیروت، 1981، ص45

(2)- V.S. Apte, *Sanskrit Prosody and Poetics*, MotilalBanarsidass Publishers, Delhi, 1964, p. 112 :

(3)- Paul Fussell, *Poetic Meter and Poetic Form*, Random House, New York, 1979, p. 67 :

(4)- شمس الرحمن فاروقی، شعر شور انگیز، مکتبہ کاروان، لاہور، 1995، ص88

(5)- رام چندر شکلا، ہندی ساہتیہ کا اتہاس، نیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی، 1940، ص134

(6) T.S. Eliot, *The Music of Poetry*, Faber & Faber, London, 1942, p. 23 :

(7) خلیل بن احمد، کتاب العروض، دارالفکر، بیروت، 1981، ص45

(8) جمیل جالبی، تاریخ ادبِ اردو، انجمن ترقی اردو، کراچی، 1997، جلد اول، ص212

(9) شمس الرحمن فاروقی، شعر شور انگیز، مکتبہ کاروان، لاہور، 1995، ص88

(10) Ezra Pound, *ABC of Reading*, New Directions Publishing, New York, 1934, p. 56 :

(11) A.A. Macdonell, *A Vedic Reader for Students*, Oxford University Press, 1917, p. 203 :

(12) رام چندر شکلا، ہندی ساہتیہ کا اتہاس، نیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی، 1940، ص134

(13) V.S. Apte, *Sanskrit Prosody and Poetics*, MotilalBanarsidass Publishers, Delhi, 1964, p. 112 :

(14) S.K. Bhattacharya, *Indian Poetics*, SahityaAkademi, New Delhi, 1978, p. 89 :

(15) G.M. Kirkwood, *A Study of Sophoclean Drama*, Cornell University Press, Ithaca, 1958, p. 45 :

(16) Paul Fussell, *Poetic Meter and Poetic Form*, Random House, New York, 1979, p. 67 :

(17) T.S. Eliot, *The Music of Poetry*, Faber & Faber, London, 1942, p. 23 :

(18) Ezra Pound, *ABC of Reading*, New Directions Publishing, New York, 1934, p. 56 :

(19) شمس الرحمن فاروقی، شعر شور انگیز، مکتبہ کاروان، لاہور، 1995، ص88

(20) رام چندر شکلا، ہندی ساہتیہ کا اتہاس، دہلی، 1940، ص134

(21) T.S. Eliot, *The Music of Poetry*, Faber & Faber, London, 1942, p. 23 :

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678

Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

(22) شمس الرحمن فاروقی، *شعر شور انگیز*، مکتبہ کاروان، لاہور، 1995، ص 88

(23): جمیل جالبی، *تاریخِ ادبِ اردو*، انجمن ترقی اردو، کراچی، 1997، جلد اول، ص 212

(24) رام چندر شکلا، *ہندی ساہتیہ کا اتہاس*، نیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی، 1940، ص 134

(25): S.K. Bhattacharya, *Indian Poetics*, SahityaAkademi, New Delhi, 1978, p. 89

(26): T.S. Eliot, *The Music of Poetry*, Faber & Faber, London, 1942, p. 23

(27): Ezra Pound, *ABC of Reading*, New Directions Publishing, New York, 1934, p. 56

(28): Paul Fussell, *Poetic Meter and Poetic Form*, Random House, New York, 1979, p. 67